کانفرنس: اسلام امن واعتدال کا پیغام ہے

مشعرِ منی – رابطہ عالمِ اسلامی

۱۱- ۱۲ ر ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، نبينا محمد وعلى آله وصحبه، أما بعد:

منیٰ کے مبارک ایام میں اور اس کی پاک سرزمین پر حجاج اور رابطہ عالم اسلامی کی بڑی شخصیات، بین الاقوامی تنظیم برائے مسلم علما کے تعاون سے جمع ہوئی ہیں تاکہ اسلامی اہداف کے حصول کے لیے اپنی ذمے داری کے بارے میں گفت وشنید کر سکیں اور کانفرنس ''اسلام امن واعتدال کا پیغام ہے'' کی وساطت سے کلمۂ صدق کا اظہار کر سکیں۔ ان کی ذمے داری ان مقدس ایام، مقدس مہینے اور حرمِ پاک میں مزید بڑھ جاتی ہے۔

کانفرنس کے آغاز اور افتتاحی گفت گو میں رابطہ عالمِ اسلامی کے سیکرٹری جنرل، بین الاقوامی تنظیم برائے مسلم علما کے بورڈ کے چیئرمین اور اس کی کانفرنس کے نائب چیئرمین فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد بن عبد الکریم العیسیٰ نے اسلامی اجتماع اور اخوت کے فروغ کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ مزید برآں انھوں نے اسلام کے امن اور طریقِ اعتدال پر مبنی بین الاقوامی پیغام پر زور دیا جو ہمارے انفرادی اور ادارہ جاتی رویے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ حج اپنے اندر کئی اسباق رکھتا ہے جن میں سرفہرست اور ممتاز ترین عنصر یہ ہے کہ ایک واحد شعار اور علامت، یعنی اسلام کے سائے تلے وحدت واتفاق کے طریقِ کار تک رسائی حاصل کی جائے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ مذموم افتراق و اختلاف ترک کرتے ہوئے تنگ نظری پر مبنی تصورات، مفاہیم اور علامات سے بالاتر ہو جانا چاہیے۔ یہ چیزیں ہمیں متحد کرنے کے بجائے توڑتی ہیں اور تعلقات کی خلیج پاٹنے کے بجائے مزید بڑھاتی ہیں۔ امت کی قوتِ مدافعت باہمی اتفاق اور سالمیت سے ہی تقویت پائے گی۔ اس لیے مسلمان اہلِ علم کو گروہ بندی اور نفرتوں کے حوالے سے خبردار رہنا چاہیے، کیوں کہ یہ امور انتہا پسندی اور تکفیر کے ماحول کا نتیجہ ہیں۔ اپنی گفت گو میں رابطہ کے سیکرٹری جنرل نے کانفرنس کے تمام شریک اہلِ علم سے کہا کہ وہ اپنے علمی کام پیش کریں۔ پیش کیے گئے موضوعات اور گفت وشنید کے نتیجے میں شرکا نے مندرجہ ذیل امور پر اتفاق کیا:

اول: اللہ کے مقدس گھر کے حجاج کو پیش کی گئی اعلیٰ خدمات کو سراہنا، جن کے نتیجے میں مناسکِ حج کی ادائی امن، اطمینان اور سکون کی فضا میں ممکن ہوئی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمتوں کا شکر ادا کرنے کے بعد

شرکانے خادمِ حرمین شریفین ملک سلمان بن عبد العزیز آل سعود کو حرمین شریفین کے لیے خدمات پیش کرنے پر کلماتِ تشکر پیش کیے۔

دوم: کانفرنس کے شرکانے اس بات پر زور دیا کہ اسلام ایک عالمی پیغام ہے جو سب کے ساتھ امن و سلامتی اور تعاونِ انسانی کی دعوت دیتا ہے۔ یہ پیغام اپنے جلَو میں عفو و درگزر، اعتدال اور وسطیہ کے مفاہیم کا حامل ہے، نیز اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو تکریم اور رحمت بخشی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شریعتِ اسلامی نے اپنے انسانی اہداف میں ہر انسان و حیوان کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرنے پر زور دیا ہے۔

سوم: شرکانے کہا کہ ۱۴۳۷ھ کے سال منیٰ میں قصرِ شاہی میں منعقد ہونے والے رابطہ عالم اسلامی کے جلسۂ استقبال میں پیش کی گئی گفت گو اس بات پر زور دیتی ہے کہ اسلام کے سوا کسی بھی نعرے، شعار یا علامت سے احتراز ضروری ہے۔ جب ہم سنتِ اسلام اور جماعتِ مسلمین کو مخصوص افراد، نسبتوں یا متعین مکاتبِ فکر تک محدود کرتے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم جامعیت، وسعت و فراغی اور ایک تاریخ کے حامل اسلام کو محدود تصورات اور تنگ خیالات میں مقید کر دیتے ہیں۔ یہ چیز دین کی دیوار میں ایک روزن کھول دیتی ہے جس سے مصالح اور خواہشات در آتی ہیں۔ اس لیے ان کی اسلامی وابستگی کا راستہ مسلم ذہنوں کو بیدار کرنا اور کتاب و سنت کی روشنی میں انھیں آزادیِ فکر اور باشعور سوچ کے لیے تیار کرنا ہے۔

چہارم: شرکانے ہر ایسی گروہ بندی سے خبردار کیا جو مسلمانوں کو ان کے اجتماعی جھنڈے تلے سے نکال کر ان کے کلمے اور صفوں میں توڑ پیدا کرے اور اسلام کے اس پیغام کے منافی ہو جو امن و اعتدال کا امین ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ تاریخ اسلام ایسی کسی جتھہ بازی کی تائید نہیں کرتی جو ان میں سے کسی کو سنت اور جماعت کے حصار سے نکال باہر کرے۔ اس طرح کی پھسلواں زمینوں کی طرف دھکیلنا اسلام اور مسلمانوں کے لیے تباہ کن امور میں سے ہے اور اسلام کی نئی صورت گری میں کئی خطرات ہیں جو شدت پسندی کے شراروں کے ترجمان ہیں جو تکفیری گروہوں ہاں پائے جاتے ہیں اور جن کا شعار ہے: اپنے سے فکری اختلاف رکھنے والوں کو زندیق قرار دینا۔

مزید برآں وہ لوگ جن پر یہ الزام ہے کہ انھوں نے اسلامی مکاتبِ فکر کو سنتِ اسلام اور جماعتِ مسلمین سے خارج کیا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ماضی میں بھی اور آج بھی ان نظام ہائے فکر اور

مذاہب کی شخصیات کو اپنے تعلیمی اداروں میں پذیرائی بخشی ہے تاکہ وہ ان کے دینی تعلیم کے مناہج میں حصہ ڈالیں اور ان کے علمی مقالات پر بحث کریں۔ اس لیے دین کے اس وسیع افق سے انحراف صرف افراد اور ان کے قائم کردہ ان اداروں تک ہے جو اس قسم کے امور کا ارتکاب کرتے ہیں۔

کانفرنس میں یہ بھی قرار دیا گیا کہ ہر وہ بات جو اختلاف کے علمی آداب کی پاس داری سے دور ہو یا کچھ خصوصی شعارات کی حامل ہو، وہ اسی شخص سے متعلق ہو گی جو اس کا حامل یا اختیار کنندہ ہے۔ ایسی چیزیں مسلمانوں اور ان کی نمائندہ رابطہ عالم اسلامی کے لیے نقصان دہ ہیں۔ اس طرح کے امور گم راہ کن ہیں اگر وہ شدت پسندی اور انتشار کو ہوا دیتے ہیں۔ شرکا نے اس طرح بھی توجہ مبذول کی کہ علما، داعی اور مفکرین کے لیے ضروری ہے کہ ان میں وسعتِ صدری ہو، جس کے باعث وہ دوسروں کی طرف سے پیش کردہ معاملات کو زیادہ قبول کرنے اور فائدہ اٹھانے والے ہوں، تاکہ ایک فائدہ مند دائرے میں رہتے ہوئے باہمی مکالمے اور گفت گو کے عمل کو فروغ ملے۔

شرکا نے مزید کہا کہ بعض تاریخی تحریریں ایسے مصنفین نے قلم بند کی ہیں، جنھیں علومِ شریعت میں رسوخ حاصل نہیں تھا، جس کے نتیجے میں ان میں ایسی اغلاط، افکار اور اصطلاحات در آئی ہیں، جو خود شریعت اور حقائق سے لگّا نہیں کھاتیں؛ ان کی ذمے داری صرف ان کے لکھنے والوں پر ہے۔ اہلِ اسلام علما، داعی اور مفکر حضرات یا ان کے اداروں پر کوئی حکم صادر کرنے کے لیے انھی کی اپنی تحریروں پر اعتماد کیا جانا چاہیے۔ ان کے مندرجات کے حوالے سے قابلِ اشکال اور مشکوک امور کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے خود انھی علما یا ان کے ورثا کی طرف رجوع کرنا چاہیے؛ کیوں کہ قرآن کی تعلیم بھی یہی ہے کہ معاملات کو ان کے اہل ہی کی طرف لوٹایا جائے۔ یہ بات بھی پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ جن لوگوں کی تحریریں علومِ اسلامی میں شمار ہوتی ہیں، وہ بھی ان کی ذاتی ترجمان ہیں اور اللہ کے بارے میں پیغام پہنچانے میں اس کے رسولوں اور انبیا کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہے۔

پنجم: شرکا نے اس بات پر زور دیا کہ بعض اسلامی مکاتبِ فکر کے رائج نام محض شناخت کے ہیں اور اسلام اور اس کے جامع نظم کے نام کا متبادل نہیں ہیں اور ان کے حاملین یا کسی اور کی طرف سے ان ناموں میں توسیع ان کے بارے میں غلط تصورات کی آبیاری کرتی ہے۔ ہم جس دین کے ساتھ وابستہ ہیں اللہ نے اس کا نام اسلام رکھا ہے۔

ششم: شرکا نے دعوت، مکالمے اور نصح و ارشاد کے منہج سے روگردانی کرنے سے خبر دار کیا اور جلد بازی میں لکھے گئی تحریروں اور بیانات کے خطرے کی طرف توجہ دلائی جو نیکوکار اور صحیح مکاتبِ فکر سے وابستہ مسلمانوں کو غلط الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ ان چیزوں کا مقصد مسلمانوں کے درمیان شورش انگیزی اور مخاصمت کو ہوا دینا ہوتا ہے کہ محض فکری اختلافات کی بنیاد پر دوسرے کو بے دین قرار دینے کے لیے گمراہ کن الفاظ اور غیر اسلامی خیالات اختراع کیے جاتے ہیں۔ نہایت ضروری ہے کہ اس طرح کے مصنفین کی ہم راہ نمائی کریں جو فتنے اور افتراقات کے لیے ایندھن فراہم کرتے اور جاہل اور بیوقوف لوگوں کو بھڑکاتے ہیں کہ وہ شدت پسندی کی راہ پر گام زن ہوں۔ شریعت نے جو آزادی فراہم کی ہے اس کا مخصوص نظم ہے جو بے حرمتی، دروغ بافی اور فتنہ گری کے خلاف حفاظت کرتا ہے۔

اس سلسلے میں حاضرین نے نفرت اور بھڑکانے والے طریقوں سے خبر دار کیا اور اس بات پر زور دیا کہ مسلمان تمام انسانیت کے لیے بھلائی کی بات سے خوش ہوتا ہے اور اس کی دعوت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ان فرامین پر استوار ہے: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ [آل عمران: ۱۵۹] (آپ اللہ کی رحمت سے ان کے لیے نرم ہو گئے اور اگر آپ تندخو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے تتر بتر ہو جاتے۔) ﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ [النحل: ۱۲۵] (اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھے وعظ ونصیحت کے ساتھ دعوت دیجیے۔) ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ [الممتحنة: ۸] (جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا خدا تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا" (آسانی پیدا کرو اور مشکل پیدا نہ کرو اور خوش خبری دو اور نفرت نہ دلاؤ۔) نیز فرمایا: لوگوں کے لیے تم اپنے مالوں کے ذریعے ہر گز کافی نہیں ہو سکتے، لیکن ان کے لیے تمھاری طرف سے کشادہ روئی اور حسنِ اخلاق کافی ہونا چاہیے۔) اسلام دنیا میں عدل واحسان، کلمۂ خیر، نیک سیرتی، ذہنی آزادی اور تالیفِ قلب کے ذریعے ہی پھیلا ہے۔

ہفتم: اہل ایمان و علم اللہ کی مخلوق میں اختلاف، تنوع اور تعدد کے امور میں خدائی سنت کو سب سے زیادہ سمجھنے اور ادراک کرنے والے ہیں۔ اس کے ساتھ وہ سب کے ساتھ مل کر رہنے کی ضرورت کو اور اس بات کو بھی بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اس کائناتی سنت پر اسی کا دل تنگ ہوتا ہے جس کا علم کم اور سمجھ میں فتور ہو۔

ہشتم: حاضرین نے اس بات پر زور دیا کہ دہشت گردی کا کوئی دین اور وطن نہیں ہے اور وہ تمام اسلامی مکاتبِ فکر (اپنے تنوع، تعدد اور اتفاقی واختلافی امور کے باوجود) سے ایک بعید چیز ہے۔ کانفرنس کے شرکا نے ان غیر مسلموں کی منصفانہ آوازوں کو سراہا جو یہ کہتے ہیں کہ دہشت گردی ایک مجرمانہ کیفیت کا نام ہے جو کسی خاص مذہب یا قوم کے ساتھ خاص نہیں ہے اور اسلام ایسے دہشت ناک افعال کے منسوب کیے جانے سے معصوم ہے۔ دہشت گردی ایک غیر متوقع واقعہ ہے جو تمام مذاہب کے ماننے والوں کی طرف سے صادر ہوتا ہے۔ اس مناسبت سے ان تازہ حملوں پر ویٹیکن کا یہ بیان نقل کیا گیا جنھوں نے بعض یورپی ملکوں کو متاثر کیا۔

شرکا نے یہ بات واضح کی کہ مبلغین کو اس بات سے آگاہ ہونا چاہیے کہ جذباتی انداز میں کام نہیں کرنا چاہیے، بلکہ نئے پیش آمدہ مسائل اور وقائع کے ساتھ علم وحکمت کے ساتھ تعامل کرنا چاہیے، نہ کہ جہالت اور عجلت کے ساتھ۔ ان مسائل وواقعات کو فقہ الاولویات، تقابل اور دور اندیشی سے دیکھنا چاہیے۔ اس طرح ان مسائل کو ان لوگوں کے سپرد کرنا چاہیے جنھیں اللہ نے اس طرح کے کاموں کی ذمے داریاں عطا کی ہیں۔

نہم: شرکا نے اس بات پر زور دیا کہ اگرچہ دہشت گردی کے خلاف فوجی کارروائیاں بہت اہمیت کی حامل ہیں اور ان سے بہت سے نقصانات بھی ہوئے ہیں، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ دہشت گردی جلد ہی اپنی کھوئی ہو طاقت اپنے گم راہ کن پیغام کے ذریعے واپس حاصل کر لیتی ہے، جس کا تقاضا ہے کہ اس کا فکری اعتبار سے بھی مقابلہ کیا جائے۔

مزید برآں کانفرنس نے مملکتِ عربیہ سعودیہ کی کاوشوں کو بھی سراہا جس نے دہشت پسندانہ افکار کی مقاومت کے لیے ایک بین الاقوامی ادارہ قائم کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے وہ تاریخی صدا بھی لگائی ہے جو 'اسلامی عسکری اتحاد' پر منتج ہوئی ہے تاکہ فوجی کارروائیوں، فکری اسلحہ اور میڈیا کے ذریعے دہشت

گردی سے مقابلے کے لیے اس اتحاد کے رکن ممالک کے مابین تعلقات استوار ہوں، نیز اس کی امداد اور مالی وسائل کے راستے مسدود ہوں۔

مزید بر آں کانفرنس نے دہشت گردی اور شدت پسندی کے منابع سے لڑنے کے لیے بین الاقوامی اتحاد پر روشنی ڈالی اور مملکتِ عربیہ سعودیہ کے سرگرم کردار کو نمایاں کیا، کیوں کہ وہ مسلم دنیا کا مرجع، محوری قیادت اور حرمین کے میزبان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے اس بات کا ادراک ناگزیر ہے کہ جنگ صرف دہشت گردی کے خلاف ہے، کسی اور چیز کے خلاف نہیں۔ یہ ایسا ناسور ہے جس نے تمام انسانیت پر اثر ڈالا ہے۔ یہ بات ضروری ہے کہ اس کے خلاف طاقت ور اقدام کیا جائے تاکہ اس کے شر کا ازالہ کیا جا سکے۔

دہم: رابطہ عالم اسلامی اور بین الاقوامی تنظیم برائے مسلم علما نے امریکی کانگریس کی طرف سے ایک قانونی ایکٹ Justice Against Sponsors of Terrorism (دہشت گردی کی سرپرستی کرنے والوں کے خلاف عدالتی قانون) جاری کرنے پر تشویش کا اظہار کیا، کیوں کہ یہ ایکٹ واضح طور پر اقوامِ متحدہ کے چارٹر، بین الاقوامی قانون اور بین الاقوامی تعلقات کے ان اصولوں کے خلاف ہے جو قیادت میں مساوات، ریاست کی حفاظت، احترامِ باہمی اور کسی ملک کے داخلی قانون کے دوسرے ملک پر عدمِ تنفیذ کی اساسات پر استوار ہیں۔ مزید بر آں فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد بن عبد الکریم العیسیٰ، سیکرٹری جنرل رابطۂ عالمِ اسلامی، صدر بورڈ ڈائرکٹرز اور اس کی جنرل کانفرنس کے نائب صدر نے کہا کہ اس ایکٹ کا اجرا عالمی نظام کے لیے خطرہ اور بین الاقوامی معاملات پر شک کے سائے بکھیرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بین الاقوامی اقتصادی نقصان کا بھی باعث ہو سکتا ہے اور اس کے دیگر منفی نتائج اور اقوام کے تعلقات کے لیے بھی خطرات ہیں۔ ڈاکٹر عبد الکریم العیسیٰ نے رابطہ عالم اسلامی اور بین الاقوامی تنظیم برائے مسلم علما کے نام سے اپنی مخلصانہ توقع کا اظہار کیا کہ امریکی عدالتیں اس ایکٹ کی توثیق نہیں کریں گی جو دوسرے ممالک کے لیے بھی اس طرح کے ایکٹ جاری کرنے کی راہیں کھول سکتا ہے۔ اس طرح کا رجحان دہشت گردی کی روک تھام کی بین الاقوامی کاوشوں پر منفی اثر ڈالے گا اور طے شدہ بین الاقوامی قوانین کو سبوتاژ کرے گا، جن کی بنیاد اقتدار کی مساوات اور ملکوں کی قیادتی حفاظت پر ہے اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر اقوامِ متحدہ کے قیام کے وقت سے تمام بین الاقوامی معاملات قائم ہیں، لیکن اگر اس مساوات کو پامال کیا جاتا ہے تو اس کا اثر بین الاقوامی معاملات پر مرتب ہوگا، کیوں کہ اس میں ایسے عناصر موجود ہیں جو بین الاقوامی تعلقات کی خرابی اور عدمِ استحکام کا باعث ہیں۔ اس سے معاصر دہشت گردی لوگوں کو گم راہ کرنے کے لیے نیا بہانہ تلاش کرلے گی۔